۱۱۹۷ ۶,۱۴۸

دسواں معصوم

حضرت امام رضا علیہ السلام

Ansariyan Publications
P.O.B 37185/187 QUM
Islamic RePublic Of Iran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

اس میں کوئی شک نہیں کہ چہاردہ معصوم کی سیرت و زندگی ہمارے لئے نمونہ عمل ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر طبقہ کیلئے سیرت معصومین سے متعلق مفید اور مناسب کتابیں لکھی جائیں۔ زیر نظر کتاب نوجوانوں اور جوانوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود ہمارے نوجوانوں اور جوانوں کو سیرت معصومین سے آشنا کرنے کیلئے مفید ثابت ہوگی آخر میں ہم حجج اسلام جناب سید مہدی آیت اللٰہی (ایرانی) جناب محمد افضل حیدری "پاکستانی" جناب نثار احمد (ھندی) اور جناب علی حیدر قاضی (ھندی) کے شکر گزار ہیں۔ کہ انہوں نے اس کتاب کی تالیف و ترجمہ میں ہمارے ساتھ مخلصانہ تعاون کیا۔ خداوند متعال اُن کی توفیقات میں اضافہ اور انکو سعادت دارین سے ہمکنار فرمائے۔ آمین۔

ناشر

پیارے بچو! اور عزیز نوجوانو!

چونکہ بہتر تربیت کے لئے عمدہ اخلاقی آیڈیل کی ضرورت ہوتی ہے اس سلسلہ میں بہترین نمونہ ہمارے مذہبی پیشوا اور آئمہ معصومینؑ ہیں

آپ کو ان کی اخلاقی زندگی سے آشنا کرنے کے لئے ہم نے ضروری جانا کہ معصومینؑ کی زندگی کے مہم ترین پہلوؤں کی تحقیق کر کے ان کو سادہ اور آسان الفاظ میں تحریر کریں جنھیں آپ بہتر طور پر سمجھ سکیں،

یہ رسالہ معصومینؑ کے حالات زندگی پر مشتمل دسیوں اہم کتب کا خلاصہ ہے اور تاریخداں حضرات نے مطالعہ اور تحقیق کے بعد اس کی تائید فرمائی ہے۔

ہمیں امید ہے کہ آپ اسکو غور سے پڑھیں گے اور اپنی عمدہ آرا سے ہمیں مطلع فرمائیں گے اور ہم آپ کے اس تعاون اور رہنمائی پر آپکا شکریہ ادا کرتے ہوئے آئندہ رسالہ میں اسے اپنے لئے راہنما قرار دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس امید کے ساتھ کہ آپ اسلام حقیقی سے بہتر طور پر آشنا ہوں۔

ولادت

۱۱ ذوالقعدہ ۱۴۸ھ ہجری کو مدینہ منورہ میں حضرت امام موسیٰ بن جعفرؑ کے ہاں ایسے فرزند کی ولادت ہوئی جو اپنے پدر بزرگوار کے بعد امامت کے عظیم عہدے پر فائز ہوئے ،

انکا نام علیؑ اور لقب "رضا" رکھا گیا ، انکی والدہ "نجمہ" خاتون تھیں ، جنکا عقل اور ایمان کے لحاظ سے بہترین خواتین میں شمار ہوتا تھا

امام رضاؑ بچپن ہی سے والد بزرگوار کے ہمراہ رہتے اور امام کاظمؑ اپنے شیعوں سے فرماتے (یہ میرے بعد امام ہونگے) ــــــ

چنانچہ مخزومی کہتا ہے ایک دن امام موسیٰ کاظمؑ نے مجھے طلب کیا اور فرمایا (میں نے تجھے اس لئے بلایا ہے کہ تم گواہ رہو یہ میرا فرزند میرا وصی ، اور جانشین ہے)

چونکہ امامؑ کے زمانہ میں حکومت کے مظالم انتہا کو پہنچے ہوئے تھے اس لئے آخر میں فرمایا " جو کچھ تمھیں بتایا گیا ہے اس کا تذکرہ کسی کے سامنے نہ کرنا سوائے ان افراد کے جن سے متعلق تمھیں معلوم ہو کہ وہ ہمارے شیعہ ہیں "

امامؑ کی اخلاقی خصوصیات :۔ آئمہ معصومینؑ خدا کے برگزیدہ بندے اور تمام لوگوں سے بہتر انسان تھے وہ زندگی کے تمام مراحل میں لوگوں کے لئے نمونہ عمل تھے آپ لوگوں کو درس زندگی دیتے اپنے آپ کو عام لوگوں سے قرار دیتے آپ کا طرز زندگی جبار و ظالم افراد کیطرح نہیں تھا کسی کے ساتھ لا پرواہی نہ برتتے تھے ۔ جناب صدوق ابراہیم بن عباس کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضاؑ کو گفتگو کے دوران کسی پر جفا کرتے نہیں دیکھا آپ گفتگو کے درمیان کسی کی بات کو ٹوکتے نہ تھے حضرت دوسروں کے سامنے اپنے قدم نہیں پھیلاتے تھے اور جب دسترخوان لگایا جاتا تو آپ خادموں کو بلا کر ان کے ہمراہ کھانا تناول فرماتے رات کچھ دیر آرام کے بعد بیدار ہو کر عبادت الہی میں مصروف ہو جاتے اور نیکو کاروں کیطرح آدھی رات کو کھانا اٹھاتے اور غرباء کے گھر پہنچاتے ۔ "محمد بن ابی عباد" کہتا ہے امامؑ گرمیوں میں بوریہ اور چٹائی سے استفادہ کرتے اور سردیوں میں پشم کے فرش سے گھر میں سادہ زندگی گذارتے لیکن جب باہر تشریف لاتے تو صاف ستھرا اور اچھا لباس زیب تن فرماتے ، مہمانوں کا یوں احترام کرتے کہ ایک رات چراغ خراب ہو گیا تو مہمان نے ٹھیک کرنا چاہا تو امامؑ نے اسے بٹھا دیا اور آپؑ نے خود چراغ درست کر کے فرمایا کہ ہم اپنے مہمانوں کو کام نہیں کرنے دیتے

امامؑ کا خادم یاسر کہتا ہے ، امامؑ مجھ سے فرمایا کرتے جب تم کھانا کھا رہے ہو اور میں آواز دوں تو کھانا تمام کرنے سے پہلے نہ آیا کرو ۔ ایک اور صحب کہتا ہے کہ ایک دفعہ ایک مسافر امامؑ کے گھر آیا اور کہا میں آپؑ کے دوستوں میں سے ہوں اور غریب بھی نہیں ہوں لیکن میری رقم ختم ہو گئی ہے اور واپسی کے اخراجات میرے پاس نہیں ہیں لہذا آپ مہربانی فرمائیں اور کچھ رقم مجھے عطا فرما دیں میں اپنے وطن واپس جا کر آپ

کی طرف سے صدقہ دے دونگا امامؑ اٹھکر کمرے میں تشریف لے گئے اور دو سو درہم لائے آپ نے پردہ کے پیچھے سے اسے دیکر فرمایا یہ لے جاؤ اور میری طرف سے صدقہ بھی دینے کی ضرورت نہیں ہے امامؑ سے سوال کیا گیا کہ آپ نے اسطرح کیوں کیا کہ وہ آپ کو دیکھ بھی نہ سکے آپؑ نے فرمایا تاکہ مجھے دیکھکر شرمندہ نہ ہو۔۔۔ سلیمان کہتا ہے میں حضرت کے ہمراہ گھر گیا مزدور کام کرنے میں مصروف تھے ان میں ایک نیا شخص تھا آپؑ نے فرمایا یہ کون شخص ہے؟ کہنے لگے اسے باہر سے لائے ہیں تاکہ ہماری مدد کرے امام نے فرمایا کیا اس کی مزدوری طے کر لی گئی ہے کہنے لگے نہیں لیکن یہ شخص بڑا نیک ہے اور جو کچھ اسے دیدینگے اسے قبول کر لے گا اور کوئی بات بھی نہ کرے گا لیکن امامؑ ناراض ہوئے اور فرمایا: میں نے ہمیشہ تمھیں کہا ہے کہ کسی کے ذمہ کوئی لگانے سے پہلے اس کی مزدوری طے کرو! اور جب مزدوری طے ہو جائے تو اگر اسے کچھ زیادہ دیں گے تو وہ خوش ہو جائیگا اور اگر مزدوری طے نہیں کریں گے تو اسکی اصل مزدوری سے تین گنا زیادہ بھی اسے دیدیں تو پھر بھی وہ یہی سمجھے گا کہ اس کا حق نہیں دیا گیا۔۔۔

متکبر نہ بنو!۔

”احمد بزنطی“ اپنے زمانہ کا عالم تھا اس نے امام رضاؑ کی خدمت میں خط لکھا اور جواب پاکر آپکی امامت کا قائل ہو گیا اور عرض گزار ہوا کہ مجھے علیحدگی میں ملاقات کا وقت مرحمت فرمائیں تاکہ آپکی خدمت میں پہنچکر گفتگو کر سکوں آپنے اسکی درخواست قبول کر لی یہانتک کہ اپنی سواری اس کے لئے بھیجی تاکہ آرام سے آسکے نیز نصف شب تک اس کے ساتھ علمی باتیں کرتے رہے اور بزنطی اپنی مشکلات کا حل دریافت کرتا رہا۔

جب رات مکمل طور پر چھا گئی اور سونے کا وقت ہو گیا تو امامؑ نے خادم کو بلا کر فرمایا میرا بستر لاؤ اور

اور اس مہمان عزیز کیلئے بچھادو تاکہ آرام کرے ـــــ امامؑ کی گفتگو نے بزنطی کو اپنے آپ سے باہر کردیا اور وہ دلمیں کہنے لگا دنیامیں امامؑ کے بعد مجھ سے بہتر کوئی نہیں ہے یہ میں ہوں کہ امامؑ جس کے لئے اپنی سواری بھیجتے ہیں اپنا بستر لگاتے ہیں اور کئی گھنٹے بیٹھ کر میرے ساتھ گفتگو فرماتے ہیں، وہ اپنے انہی خیالات میں گم تھا کہ اچانک امامؑ کمرہ میں تشریف لائے اور فرمایا اے بزنطی یہ جو کچھ تیرے ساتھ پیش آیا اسکی وجہ سے دوسروں پر فخر نہ کرو! چونکہ جب (صَعۡصَعَہ) امام علیؑ کے عظیم ترین صحابہ میں سے تھے وہ مریض ہوگیا اور امام علیؑ اس کی احوال پرسی کیلئے تشریف لے گئے، اور اس کے ساتھ اظہار محبت کیا اور اس لئے کہ وہ مغرور نہ ہوجائے فرمایا! اے میرے صحابی یہ جو کچھ تو نے دیکھا ہے اس پر فخر نہ کرو اور نہ ہی دوسروں کے سامنے یہ کہنا کہ میں وہ ہوں کہ امامؑ جس سے محبت کرتے ہیں یہ سب کچھ میں نے اپنے دین اور اپنی وظیفے کو انجام دینے کے لئے کیا ہے ـــــ بزنطی کہتا ہے کہ امامؑ نے اِس داستان کو ذکر فرماکر مجھے اپنی غلطی کیطرف متوجہ کردیا لہذا میں نے ارادہ کرلیا کہ غلط سوچ نہ رکھوں بلکہ اپنی نیت اور اعمال کا خاص خیال رکھوں ـــــ بَلۡخ کا رہنے والا ایک شخص کہتا ہے کہ میں خراسان کے سفر میں امام رضاؑ کے ہمراہ تھا چنانچہ جب دسترخوان لگایا جاتا تو فرماتے سب دسترخوان پر جمع ہوں میں نے عرض کیا آپ پر فدا ہوجاؤں کیا اجازت ہے کہ غلاموں کیلئے علیحدہ دسترخوان لگادوں؟ آپؑ نے فرمایا خاموش رہو کسی کو دوسرے پر برتری حاصل نہیں ہے ہمارا خدا ایک اور ماں باپ ایک ہے ہم فقط تقویٰ کے سایہ میں برتری حاصل کرتے ہیں ـــ جابر ضحاک کہتا ہے کہ میں مامون کے حکم پر امامؑ کو مدینہ سے مرو لا رہا تھا خدا کی قسم میں جتنی مدت آپ کی خدمت میں رہا آپؑ سے بہتر کوئی متقی و نیک شخص نہیں دیکھا۔

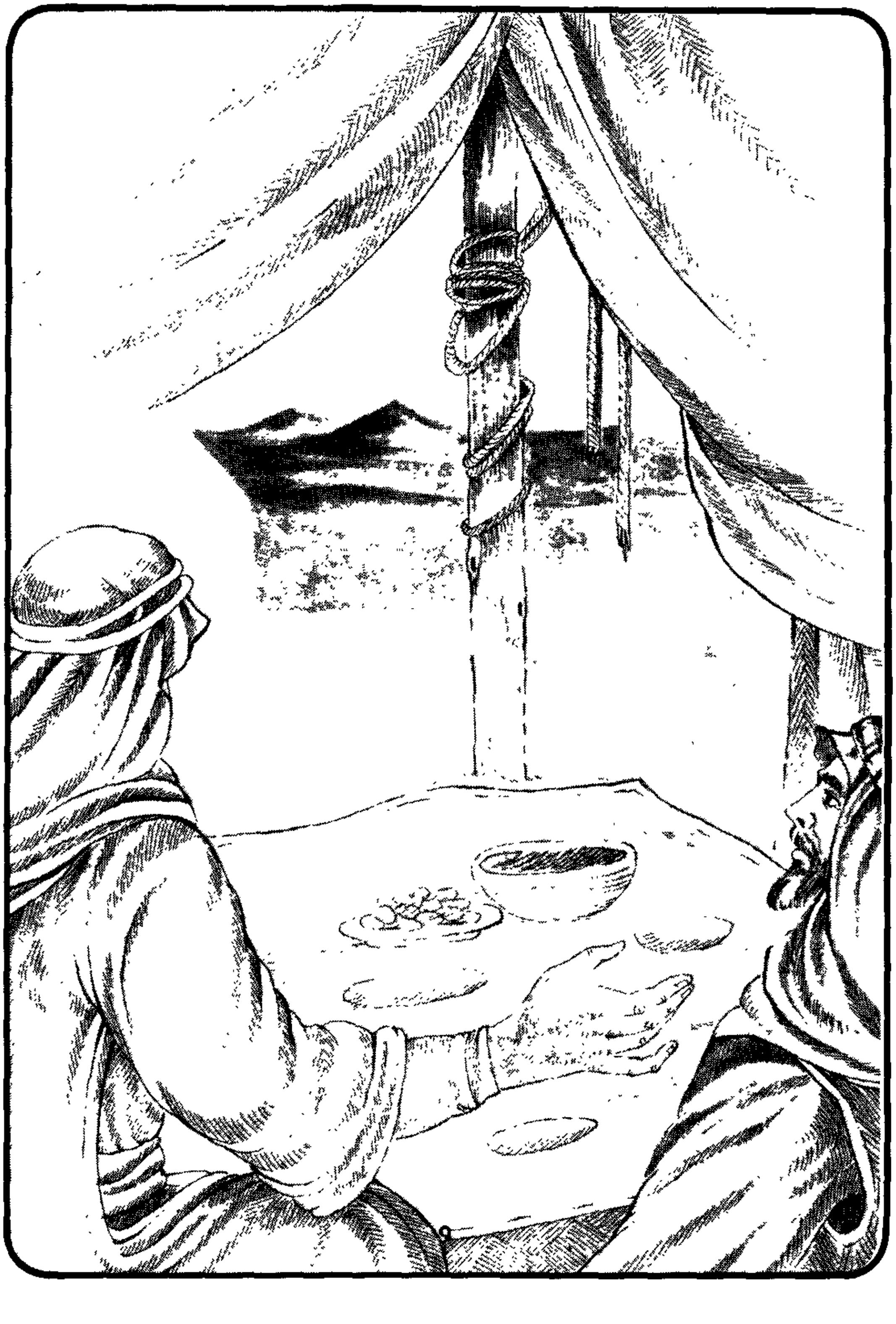

امامؑ اور بھائی کو نصیحت :۔ جن دنوں حضرت امام رضاؑ خراسان لائے گئے اور انہوں نے مجبور ہو کر شروط ولیعہدی کو قبول کر لیا انہی دنوں آپ کے بھائی زید جس نے مدینہ میں شورش بپا کر رکھی تھی مامون کے حکم پر خراسان لائے گئے اور مامون نے آپ کے احترام میں انہیں آزاد کر دیا اور سزا نہ دی ۔۔ ایک دن امامؑ بہت بڑے اجتماع سے خطاب فرما رہے تھے کہ سنا زید اس اجتماع کے گوشہ و کنار میں اپنی تعریفیں کرنے میں مصروف ہیں امامؑ نے فرمایا اے زید تم کوفہ کے بازاریوں کی باتیں قبول کر کے لوگوں سے کہہ رہے ہو؟ یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ علیؑ و بتولؑ کی اولاد اسوقت اہمیت اور فضیلت کی حامل ہے جب وہ حکم خدا کے سامنے سر تسلیم خم کریں اور اپنے آپ کو گناہ و لغزش سے محفوظ رکھیں تم اپنے کو حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ حضرت سجادؑ اور دیگر آئمہؑ کی طرح تصور کرتے ہو ؟ حالانکہ انہوں نے راہ خدا میں مصیبتیں برداشت کیں وہ دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور تمہارا خیال ہے کہ رنج و مصائب کا سامنا کیے بغیر خزانہ حاصل کر لو ؟

یاد رکھو اگر ہم اہل بیتؑ سے کوئی فرد نیک کام کرے تو اسے دو برابر اجر ملے گا کیونکہ ایک تو اس نے نیکی کی ہے اور دوسرا سرور کائنات پیغمبر اسلامؐ کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھا ہے اور اگر ہم میں سے کوئی گناہ کا مرتکب ہو تو گویا اس نے دو گناہ کیے ہیں ایک عام لوگوں کی طرح گناہ کیا اور دوسرا رسول اسلامؐ کی آبرو پر داغ لگایا ۔

اے بھائی جو خدا کی اطاعت کرے وہ ہم اہل بیت سے ہے اور جو گناہ کرے وہ ہم سے نہیں ہے جیسے خداوند تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کے فرزند جس نے اپنے والد گرامی سے اپنا معنوی رابطہ منقطع کر لیا تھا سے متعلق فرمایا " وہ تیرے اہل سے نہیں ہے اگر تیرے اہل سے

ہوتا تو ہم اسے نجات دیتے۔"

شیخ صدوقؒ (حسن نوفلی) سے یوں نقل کرتے ہیں کہ ایک دن مأمون نے پروگرام مرتب کیا کہ مختلف مذاہب کے علماء کو جمع کرے اور امام رضاؑ کو بھی اس اجتماع میں لایا جائے شاید اس طرح امامؑ کو علمی طور پر شکست دے سکے اور ان کے اثر کو ختم کر سکے چنانچہ اس سلسلہ میں ایک دن اس نے اپنے وزیر فضل بن سہل کو حکم دیا کہ تمام علماء کو امامؑ کے ساتھ مناظرہ کیلئے دعوت دے اس نے حکم کی تعمیل کی اور جب دربار لگ گیا تو اس نے مامون کو اطلاع دی کہ تمام لوگ تیار ہیں مأمون نے حضرت رضاؑ کو بلانے کیلئے کسی شخص کو بھیجا (حسن نوفلی) کہتا ہے کہ امامؑ نے گھر سے دربار کیطرف چلنے سے قبل میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا میں مامون کے مقصد و ہدف کو جانتا ہوں لیکن کیا تمھیں معلوم ہے کہ وہ اپنے اس کام سے کس وقت پشیمان ہوگا؟ جب دیکھے گا کہ میں مسیحیوں کے ساتھ ان کی کتاب سے یہودیوں کے ساتھ تورات سے اور آتش پرستوں سے فارسی میں گفتگو کر رہا ہوں اور جب تمام شکست کھا جائیں گے تو مامون متوجہ ہوگا اور اپنے کام سے پشیمان ہوگا اور پھر ویسا ہی ہوا جیسا امامؑ نے فرمایا تھا جب امامؑ دربار میں تشریف لائے تو تمام آپ کے احترام میں کھڑے ہو گئے "جاثلیق" نے کہا حضرت عیسیٰؑ سے متعلق آپکا کیا نظریہ ہے؟ امامؑ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کے پیغمبر تھے جاثلیق کہنے لگا تو پھر اپنے پیغمبر کی نبوت پر آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ امامؑ نے فرمایا کیا تم نے انجیل میں نہیں پڑھا کہ "یوحنا" حضرت عیسیٰؑ سے نقل کرتا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میرے بعد ایک پیغمبر آئیگا جو تمام پیغمبروں کے آئین کو مکمل کرنے والا ہوگا کہنے لگا ٹھیک ہے لیکن انہوں نے اس کے نام اور مقام کا تذکرہ نہیں کیا تو حضرت نے فرمایا انجیل سے پڑھوں؟ کہتا ہے ہاں

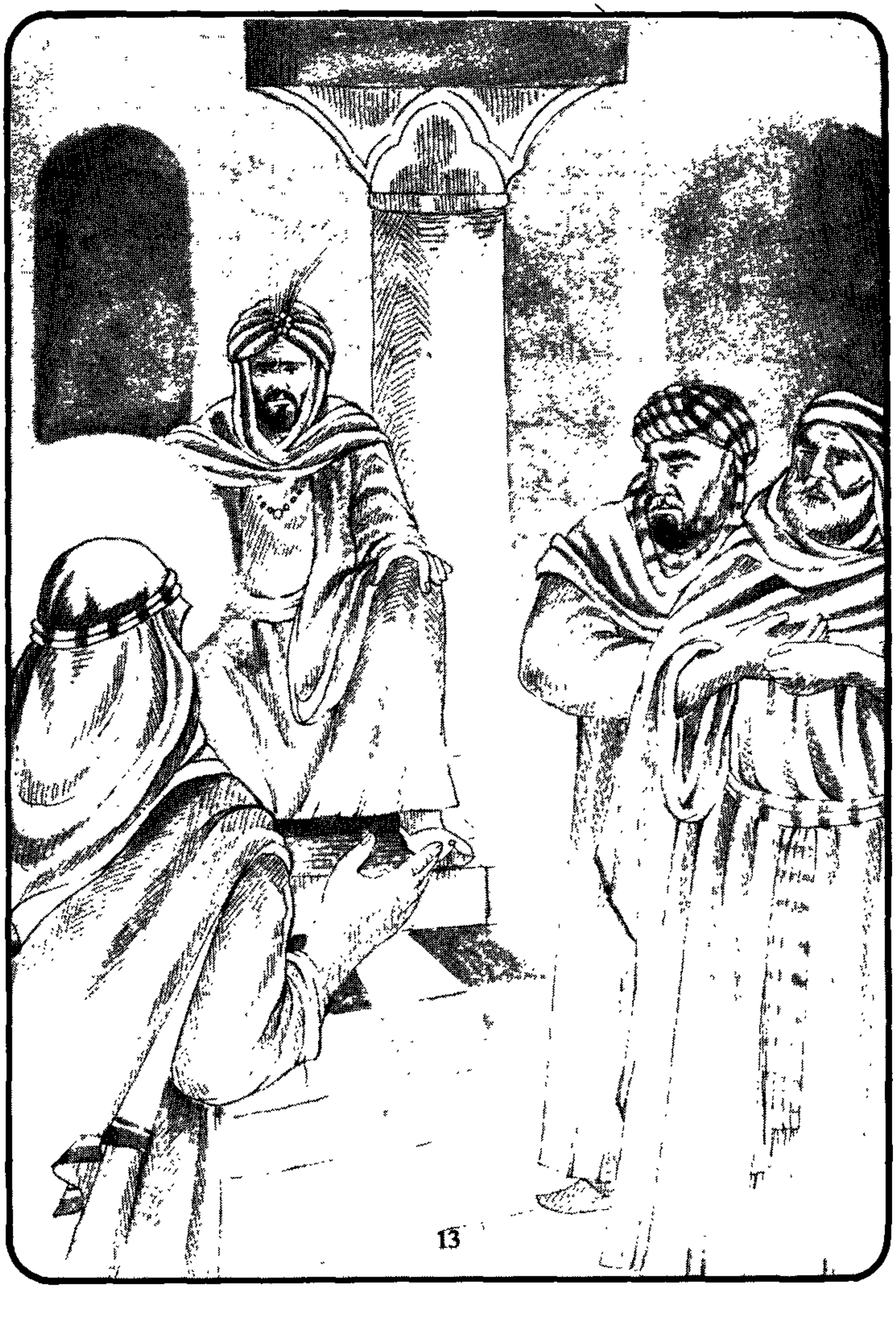

بڑھیئے تو حضرت نے تیسرا حصہ پڑھنا شروع کیا اور یہاں تک پہنچے کہ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا میں خداوند کیطرف چلا جاؤں گا اور "فارقلیطا" یعنی محمدؐ تمہاری طرف آئیں گے اور کفر کو شکست دیں گے جاثلیق خاموش ہوگیا پس حضرت "رأس الجالوت" یہودیوں کے سربراہ کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا حضرت موسیٰؑ کی نبوت پر تمہارے پاس کیا دلیل ہے ؟ اس نے کہا حضرت موسیٰؑ کے پاس معجزات تھے مثلاً عصا کا اژدھا بننا دریائے نیل سے راستہ بننا اور اس سے گذرنا نیز آپ کے ہاتھوں سے نور کا پھوٹنا ـــــ حضرت نے فرمایا تم حضرت عیسیٰ کی نبوت پر ایمان کیوں نہیں لائے ؟ اس نے کہا کہ کہتے ہیں حضرت عیسیٰؑ مردوں کو زندہ کیا کرتے اور مریضوں کا علاج فرماتے تھے لیکن ہم نے انہیں دیکھا نہیں تاکہ ان پر ایمان لائیں حضرت نے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ سے قبل والے انبیاء پر ایمان کیوں لائے نیز خود حضرت موسیٰؑ کی نبوت پر ؟ کیا تم نے حضرت موسیٰؑ کے معجزات بچشم خود دیکھا ہے ؟ اس نے کہا جیسا کہ نقل کیا گیا ہے وہ ایسی باتیں کیا کرتے جو ان سے قبل نہ تھیں ۔

حضرت نے فرمایا تمھیں کیسے معلوم کہ وہ یہ مطالب لائے ہیں ؟ پریشان ہوکر کہنے لگا تاریخ سے اور اور جنھوں نے ان سے سنے وہاں سے ہمیں معلوم ہوا

امامؑ نے فرمایا : دوسرے لوگ بھی تاریخ کو پناہ گاہ قرار دیتے ہیں لہذا تم کیونکر انہیں اپنے دین کیطرف دعوت دے سکتے ہو ؟ وہ بھی خاموش ہوگیا

پھر امامؑ ستارہ پرستوں کے رئیس "عمران" کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم بھی جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو ؟

تو عمران نے خدا اور فلسفۂ آفرینش سے متعلق سوالات کیئے اور جوابات دریافت کیئے اور

اور حضرتؑ کے ہاتھوں مسلمان ہوگیا۔

اور یوں یہ محفل حضرت کے حق میں اختتام پذیر ہوئی اور مامون زخمی سانپ کی طرح لوٹنے لگا اور اس پروگرام کی ترتیب پر اپنے کو کوسنے لگا۔

امامؑ کی قم میں تشریف آوری

جب مأمون نے امامؑ کو خراسان کی دعوت دی تو آپؑ "مدینہ" سے "بصرہ" سے "بغداد" سے "قم" تشریف لائے لوگ آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہوئے اور ہر شخص چاہتا تھا کہ امامؑ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دے حضرتؑ نے فرمایا ایک طرف ہو جاؤ اور میری سواری اس کام پر مامور ہے لہذا جس گھر کے سامنے رکی اور بیٹھ گئی وہاں ہی ہماری منزل ہوگئی اونٹ مختلف گلیوں کے چکر لگاتا ہوا ایک دروازہ پر رک گیا اور وہاں ہی پر بیٹھ گیا۔ امامؑ اس گھر میں تشریف لائے اور آج کل وہاں پر دینی مدرسہ (مدرسہ رضویہ) قائم ہے امامؑ نے خراسان کی طرف اپنے سفر کو جاری رکھا اور لوگ عشق و محبت سے آپ کے گرد جمع ہوتے اور اپنے جذبات کا اظہار کرتے،

• • •

امامؑ کی نیشاپور میں آمد :- نیشاپور ان دنوں ایران کے بڑے اور آباد ترین شہروں میں شمار ہوتا تھا وہاں کے باسیوں نے امامؑ کا بے مثال استقبال کیا بعد میں یہ شہر مغلوں کے ہاتھوں ویران ہوگیا نیشاپور کے اہل علم و دانشمند حضرات قلم و کاغذ ہاتھوں میں تھامے شہر کے دروازہ پر پہنچے تاکہ امامؑ کی حکمت آمیز گفتگو کو رشتہ تحریر میں لائیں ، اس زمانہ میں نیشاپور کے اندر سینکڑوں علماء، محدث، اور فقہاء رہتے تھے کئی ہزار سونے کے قلمدان حاضر تھے کہ امامؑ کی گفتگو کو لکھیں کیونکہ اس سے سند کا سلسلہ پیغمبر جبرائیل، اور خداوند تعالیٰ سے ملتا تھا اور اس حدیث کا نام (سلسلۃ الذہب) رکھا گیا ،

محمد بن اسلم طوسی ایک بزرگ راوی و محدث تھے وہ آگے بڑھے اور امام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگوں کے لئے کوئی حدیث بیان فرمائیں امامؑ نے محمل کا پردہ اٹھایا اور سر باہر نکالا جونہی لوگوں کی نظریں امامؑ کے چہرۂ انور پر پڑیں تو صلوٰۃ و اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہونے لگیں امامؑ نے اشارہ کیا سب لوگ خاموش ہوگئے پس امامؑ نے حدیث کی تلاوت شروع کی جس کا ترجمہ یہ ہے : " خدا فرماتا ہے کلمہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے اور جو یہ کلمہ پڑھے گا وہ میرے قلعہ میں داخل ہوگا اور میرے عذاب سے محفوظ ہو جائے گا"

امامؑ کی سناباد میں تشریف آوری :- اباصلت نقل کرتے ہیں جب سناباد نامی دیہات میں پہنچے تو نماز ظہر کا وقت تھا آپ نماز پڑھنا چاہتے تھے جب پانی طلب فرمایا تو انہوں نے کہا کہ یہاں پانی نہیں ہے حضرتؑ نے کچھ مقدار میں زمین کھودی تو پانی ابلنا شروع ہوگیا آپؑ اور دیگر اصحاب نے وضو کیا اور نماز پڑھی اور پھر اس پہاڑ کے ساتھ ٹیک لگائی (جس سے آج کل پتھر کی دیگیں بناتے ہیں)، اور دعا کی اے خدا اس پہاڑ میں برکت عطا فرمایا اور پھر حکم دیا کہ گھر کی ضرورت

کے برتن اس پہاڑ کے پتھر سے بنائیں ،

پھر آپ "حمید بن قحطبہ" کے گھر داخل ہوئے اور بقعہ میں تشریف لائے جہاں ہارون کی قبر تھی اور پھر اپنے دست مبارک سے اس قبر کے ساتھ ایک لکیر کھینچ کر فرمایا یہاں ہماری تربت ہوگی ہم یہاں دفن ہونگے اور خدا کی قسم جو ہماری زیارت کریگا رحمت الٰہی اور ہماری شفاعت اس کے شامل حال ہوگی پھر قبلہ رخ کھڑے ہوگئے چند رکعت نماز ادا کی، دعا کی اور ایک طولانی سجدہ ادا کیا ،

مرو میں امامؑ کی تشریف آوری

امامؑ جب مرو میں تشریف لائے مامون نے آپ کا احترام کرتے ہوئے تمام بزرگان کو جمع کیا اور عرض کرنے لگا میں اپنے کو خلافت سے علیحدہ کرکے حکومت آپ کے سپرد کرنا چاہتا ہوں حضرت نے فرمایا اگر خدا نے لباس خلافت تیرے زیب تن کیا ہے تو تجھے علیحدگی اختیار نہیں کرنا چاہیئے اور اگر تو شائستہ خلافت نہ تھا تو اس کا عہدے دار کیوں ہوا ؟

مامون کہنے لگا یہ فیصلہ ہو چکا ہے لہذا خلافت کو قبول فرمائیں چونکہ امامؑ مأمون کی سازش سے آگاہ تھے لہذا اسکے اصرار کے باوجود آپ نے قبول نہ فرمایا پھر اس نے ولیعہدی کی پیش کش کی ، امامؑ نے فرمایا ہم نے بزرگان سے سنا ہے کہ تم سے قبل ہم اس دنیا سے چلے جائیں گے لہذا اس سلسلہ میں اتنا اصرار نہ کرو! ہمیں مسموم کیا جائے گا اور تیرے باپ ہارون کے پہلو میں دفن کردیا جائے گا ــــ جب مأمون نے سوال کیا کہ آپ کو کون زہر دے گا تو آپ نے فرمایا د تو خود بہتر جانتا ہے کہ وہ کون ہے لہذا ہم سے سوال نہ کرو!) مأمون پریشان ہوکر رونے لگا اور عرض کیا

آپ ولیعہدی کو قبول کریں یہ ایک حکم ہے اگر اسے ٹھکرایا گیا تو تمھارے قتل کا حکم دوں گا حضرت نے مجبور ہو کر اسے قبول فرمایا لیکن شرط بھی لگائی کہ اس دوران حکومت کے معاملات میں مداخلت نہیں ، کرونگا مامون نے شرط قبول کرلی اور جشن منانے لگا حضرتؑ کو اپنے ساتھ لاکر ہجوم کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا د تم تمام امام کی بیعت کرو! وہ میرے بعد خلیفہ ہونگے ان کی باتیں سنو! اور اطاعت کرو! اس نے اپنی ایک بیٹی (ام حبیبہ) کی شادی آپ کے ساتھ کردی اور ایک بیٹی ام فضل کو امام محمد تقیؑ کے لئے نامزد کردیا اور یہ ہر دو پر نظر رکھنے کی ایک سیاسی چال تھی۔

نماز عید :- عید کے روز مامون نے فرمان جاری کیا کہ نماز عید حضرت امام رضاؑ پڑھائیں گے اور تمام بزرگان ان کی اقتدا کریں پہلے تو امامؑ نے مامون کی پیش کش قبول نہ کی مگر بعد میں مجبور ہو کر ایک شرط پر قبول فرمائی کہ ہم اس طرح نماز پڑھائیں گے جس طرح ہمارے جد نامدار حضرت رسولؐ خدا پڑھاتے تھے مامون نے یہ شرط قبول کرلی ـــــ امام نے عید کی صبح صاف ستھرا لباس زیب تن فرما کر عطر لگایا سفید عمامہ سر پر رکھا اور ننگے پاؤں تکبیر کہتے ہوئے شہر سے باہر کی طرف چل دیئے اور پھر سب لوگ امامؑ کے ساتھ تکبیر کہتے ہوئے چلنے لگے تکبیر کی آواز نے شہر کو ہلا کر رکھ دیا اور لوگ جذبات میں آکر بلند آواز میں روتے محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج رہے تھے حالات یوں تھے گویا زمین و آسمان اور تمام موجودات حضرت کے ساتھ مل کر تکبیر کہہ رہے ہیں۔
"فضل بن سہل" مامون کے وزیر نے جب یہ حالات دیکھے تو مامون کو مطلع کیا کہ اگر امامؑ نے

اس حالت میں نماز ادا کی تو انقلاب آجائیگا ہمیں اپنی جانوں کا خطرہ لاحق ہو چکا ہے جلدی حکم دیں کہ امامؑ واپس آجائیں مامون نے فوراً سپاہی بھیجا کہ امامؑ سے کہے کہ وہ فوراً واپس آجائیں اور نماز ادا نہ کریں امامؑ نے جوتے پہن لیئے اور سوار ہو کر واپس تشریف لائے اور اپنے عمل سے لوگوں پر واضح کردیا کہ یہ سارا مأمون کا کھیل تھا لوگوں کے دلوں میں مأمون کے بارے نفرت اور امامؑ کی محبت میں اضافہ ہوا لوگوں نے جب مأمون کی اس منافقت اور عوام فریبی کو دیکھا تو سمجھ گئے کہ امامؑ کے متعلق انجام دیئے جانے والے تمام امور سیاسی اہداف کے لئے تھے ۔

مأمون نے امامؑ کو خراسان کیوں طلب کیا؟ معلوم ہونا چاہیئے کہ مامون ذہین اور عقلمند انسان تھا اور امامؑ کو مرو لانے اور ولیعہدی آپ کے سپرد کرنے میں سیاسی مقاصد اسکے مدنظر تھے وہ مندرجہ ذیل اہداف حاصل کرنا چاہتا تھا

(۱) چونکہ علویوں نے ملک کے مختلف حصوں میں شورش اور حکومت کے خلاف تحریک چلا رکھی تھی اور دوسری طرف اسلامی مملکت اتنی وسیع ہو چکی تھی کہ مأمون کے لئے کنٹرول کرنا مشکل تھا لہذا اس نے فیصلہ کیا کہ علویوں میں سے کسی ایک کو خلافت دیکر انہیں انقلاب سے روک سکے ۔ چونکہ عباسیوں کی سیاست مکر و فریب پر مبنی تھی اور وہ اگرچہ آل رسولؐ کے خون کے پیاسے تھے مگر علویوں کے انقلاب سے بچنے اور شیعوں، ایرانیوں کو راضی رکھنے کیلئے کوشش کرتے کہ اپنے آپ کو یوں ظاہر کریں کہ خاندان علیؑ کے سچے محب ہیں ۔

(۲) مامون چاہتا تھا کہ حکومت کے اجرائی امور میں بنی ہاشم کو بھی دست اندازی کا موقع دے

اور جیسا کہ امام رضاؑ جانتے تھے اور مامون نے کہا تھا کہ وہ لوگوں پر ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ خاندان بنی ہاشم دنیا پرست ہیں اور اپنے آپ کو جو یہ بے اعتنا ظاہر کرتے ہیں یہ جھوٹ و فریب ہے لہذا اگر اقتدار پر ان کا ہاتھ پہنچ جائے تو یہ دوسروں سے کم نہیں ہیں پس ان کی اقتدار سے علیحدگی اسلئے ہے کہ معاشرہ میں انکا کوئی مقام نہیں ہے اور اگر کسی دن انہوں نے اقتدار حاصل کر لیا تو یہ وہ سب کچھ کریں گے جو عام لوگ ان کے بارے میں تصور بھی نہیں کرتے اور یوں لوگ انکے اطراف سے پراکندہ ہو جائیں گے اور اپنی معنوی اہمیت کھو بیٹھیں گے چنانچہ مامون نے کئی دفعہ حضرتؑ سے عرض کیا کہ وہ ایسے افراد کے بارے میں مجھے رائے دیں جنھوں نے شورش بپا کر رکھی ہے تاکہ انہیں مختلف شہروں کا حاکم بنا دیا جائے لیکن امامؑ نے فرمایا کہ میں نے اس شرط پر ولیعہدی قبول کی تھی کہ مملکت کے امور میں مداخلت نہ کروں اور تمھارا مشیر نہ بنوں اور تم نے بھی اس شرط کو قبول کیا تھا لہذا اگر چاہتے ہو کہ ہم اپنے عہد کو پورا کریں تو تم بھی اپنے وعدہ کی پاسداری کرو! مامون خاموش ہو گیا ــــــ امامؑ جانتے تھے کہ مامون اپنے تمام کاموں کو ہماری طرف نسبت دیکر لوگوں کو ہم سے جدا کرنا چاہتا ہے چونکہ ان تمام سازشوں سے امامؑ آگاہ تھے لہذا اسکی باتوں میں نہ آئے اور مامون ان امور میں شکست کھا گیا اور اپنے اہداف حاصل نہ کر سکا۔

(۳) مامون کا ایک ہدف یہ تھا کہ اس طرح علویوں کو ملک کے مختلف حصوں سے دارالخلافہ میں جمع کرے اور نزدیک سے ان سب پر نظر رکھ سکے اور جو بھی اس کے لئے مشکلات ایجاد کرے اسے نابود و ختم کر دے چنانچہ وہ امام کو زہر کے ذریعہ شہید کرنے کے بعد علویوں کو قتل کرنے لگا اور تمام شرائط و عہد و پیمان کو پاؤں تلے روندنے لگا۔

دعبل شاعر:- دعبل کہتا ہے میں نے خاندان علیؑ سے متعلق ایک قصیدہ کہا اور فیصلہ کیا کہ خراسان جاکر حضرتؑ کے حضور قصیدہ پیش کروں، میں طولانی سفر طے کر کے خراسان پہنچا اور حضرت امامؑ کے حضور قصیدہ پڑھا اور حضرتؑ نے طوس میں اپنی شہادت سے مربوط چند اشعار کا اضافہ فرمایا اور کہا اس قصیدہ کو مخفی رکھنا اور کسی کے سامنے نہ پڑھنا ــــــ لیکن مأمون میری آمد اور امامؑ کی خدمت میں قصیدہ خوانی سے آگاہ ہو چکا تھا اس نے مجھے طلب کیا اور اسی قصیدہ کی فرمائش کی میں نے انکار کیا کہ ایسا کوئی قصیدہ میں نے نہیں لکھا لیکن مأمون حضرت کو دربار میں لایا اور انؑ کے حضور مجھ سے کہا کہ خاندان علیؑ سے متعلق لکھا ہوا اپنا وہ قصیدہ پڑھو! جو حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں پیش کر چکے ہو ۔ میں نے مجبور ہو کر قصیدہ پڑھا مأمون نے ظاہراً خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مجھے انعام واکرام سے نوازا اور اس کے وزیر فضلؔ نے ایک عمدہ گھوڑا مجھے دیا نیز حضرت امام رضاؑ نے بھی ایک سو دینار اس رقم سے دیئے جو مأمون نے آپ کے نام پر جاری کیے تھے اور فرمایا انہیں سنبھال کر رکھو ایک دن تمہارے کام آئیں گے میں نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے ایک قمیص عطا فرمائیے میں اس سے اپنا کفن بناؤں گا امامؑ نے میری درخواست کو قبول فرمایا اور اپنا قمیص مجھے عطا کیا اور فرمایا اسے اپنے ساتھ رکھو! اس کی برکت سے تم محفوظ رہو گے میں نے حضرتؑ سے خدا حافظ کہا اور فضل کی طرف سے بھیجے ہوئے گھوڑے پر سوار ہو کر ایک قافلہ کے ہمراہ طوس سے باہر آیا ۔

راستہ میں ڈاکوؤں نے قافلہ پر حملہ کر کے اہل قافلہ کو لوٹ لیا تھوڑی دیر بعد ان کا رئیس میرے قصیدہ کے اشعار پڑھتا ہوا میرے ہی گھوڑے پر سوار میرے قریب سے گذرا میں

نے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ اشعار کس نے کہے ہیں ؟ اس نے کہا ہاں دعبل خزاعی نے یہ اشعار کہے ہیں میں نے کہا وہ شاعر دعبل میں ہوں اس نے تعجب کیا اور میری بات کو قبول نہ کیا میں نے کہا قافلہ والوں سے پوچھ لو ! اہل قافلہ نے گواہی دی کہ میں ہی وہ شاعر ہوں جب اسے معلوم ہو گیا کہ میں ہی دعبل ہوں تو اس نے حکم دیا کہ اہل قافلہ کا غارت کیا جانے والا مال میرے احترام میں واپس کر دیا جائے اور یوں امامؑ کے فرمان کے مطابق یہ لباس میرے اور دیگر ساتھیوں کی آزادی کا سبب ہوا اور ہمارا لوٹا ہوا مال واپس ہو گیا ڈاکوؤں سے آزاد ہو کر قم کیطرف چل دیا جب قم پہنچا تو لوگ استقبال کے لئے آئے اور اسی قصیدہ کی فرمائش کی دعبل نے قبول کی اور قم کی مسجد کیطرف گیا اور لوگوں کے سامنے اشعار بیان کیئے لوگوں نے ہدیے اور کافی مقدار میں رقم اسے دی اور جب لوگ حضرت کی قمیص کے ماجرا سے آگاہ ہوئے تو انہوں نے دعبل سے التماس کی کہ وہ قمیص ہمیں ، دیدو اور منہ مانگی قیمت لے لو !

لیکن دعبل نے قبول نہ کیا پھر انہوں نے کہا اس قمیص کا ایک ٹکڑا دیدو ! لیکن اس نے یہ بات بھی قبول نہ کی جب دعبل قم سے باہر نکلا تو جوانوں کے ایک ٹولہ نے اس کا راستہ روک لیا اور قمیص چھین لائے دعبل واپس قم آیا اور قمیص کی واپسی کا تقاضہ کرنے لگا لیکن اب وہ تسلیم نہیں کرتے تھے پھر دعبل نے ایک ٹکڑا کا تقاضا کیا تو انہوں نے قبول کر لیا اور قمیص کے اس ٹکڑے کے ساتھ ، ایک ہزار درہم بھی اسے دیئے اس نے یہ قبول کر لیا اور اپنے شہر کیطرف چلا گیا ۔ دعبل جب اپنے وطن واپس پہنچا تو اس نے تعجب سے دیکھا کہ چور اس کے گھر کا سارا سامان اٹھا کر لے گئے ہیں ۔

اسوقت اسے امامؑ کا وہ قول یاد آیا جو انہوں نے سو دینار دیکر فرمایا تھا کہ اسکی حفاظت کرنا تمہیں اس کی ضرورت پڑے گی وہ رقم بازار لے گیا اور ہر دینار کو سو دینار کے بدلے فروخت کرکے دس ہزار دینار کا مالک ہوگیا اس دوران اس کی بیوی جسے اس کے ساتھ بہت اُنس تھا وہ سخت بیمار ہوگئی تھی اس کی آنکھوں میں پانی آگیا تھا اور طبیب اس کے علاج سے مایوس ہوچکے تھے دعبل نے امامؑ کی قمیض سے بچ جانے والا ٹکڑا اس کی آنکھوں پہ باندھ دیا اور جب دوسرے روز کھولا تو اس کی آنکھیں ، شفایاب ہوچکی تھیں اور یوں دعبل جرأت و بہادری سے کہے جانے والے قصیدے و اشعار کے بدلے صاحب مال بھی ہوا اور بے پناہ احترام بھی پایا اسکے بعد دعبل شیعوں کے ہاں احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا نیز تاریخ میں ایک عظیم آزاد اور شجاع شاعر کے طور پر نام پایا ۔

اسکے قصیدے سے چند اشعار کا ترجمہ یہ ہے : (۱) میں نے اولاد رسولؐ کی اولاد کے ویران گھروں کو دیکھا تو رو دیا ۔ (۲) وہ گھر جن کے مالک وہاں سے نکالدیئے گئے اور منافق قابض ہو گئے ۔ (۳) وہ گھر جہاں درس تفسیر ہوتے تھے جو نزول وحی کا مرکز تھے آج ظالموں کے ستم کی وجہ سے تلاوت کلام الٰہی سے خالی ہوچکے ہیں ۔ (۴) ان گھروں کے مالک پیغمبرؐ کی میراث تھے اور پوری امت کے بہترین افراد سے شمار ہوتے تھے ۔

(۵) وہ لوگ جو ہمیشہ غربا کی مدد کرتے اور انہیں کے یار و یاور سمجھے جاتے ۔

(۶) ہم دیکھتے ہیں کہ ان کی ثروت ظالموں کے پاس ہے اور ان کے با برکت ہاتھ اپنی ہی ثروت سے خالی ہیں ۔

(۷) درود وسلام ہو آسمان امامت کے ان ستاروں پر جو کوفہ، مدینہ، کربلا و فخ میں غروب ہو گئے اور اسلام کی خاطر اپنی جانیں قربان کر چکے ہیں ۔ (۸) بغداد میں ایک قبر ہے (شاعر کی مراد امام موسیٰ کاظمؑ ہیں) کہ جس میں پاکیزہ اور مجاہد جان آرام فرما ہے وہ قبر بہشت کا ایک کمرہ ہے،

دعبل کہتا ہے کہ جب میں یہاں پہنچا تو حضرت رضاؑ نے فرمایا میں تیرے قصیدہ میں ایک شعر کا اضافہ کرتا ہوں اور فرمایا : شہر طوس میں ایک قبر ہے جو بہت مصیبت کی حامل ہے قیامت تک وہ لوگوں کے دلوں کو تڑپاتی اور آنسوؤں کے سیلاب جاری کرتی رہے گی ۔

امامؑ کی شہادت :- شہادت کی رات امام نے خواب میں سرکار کائنات کو فرماتے دیکھا کہ کل تم ہمارے پاس آؤ اور جو ہمارے پاس ہے وہ اس سے بہتر جس میں تم ہو "ہرثمہ" کہتا ہے نصف شب کو حضرتؑ نے مجھے طلب فرمایا میں لباس بدل کر آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا (کہ) مامون مجھے کل انگور اور انار میں زہر دے گا لہٰذا تم آگاہ رہو کہ وہ میری شہادت کے بعد مجھے غسل دینا چاہے گا تم اسے کہنا کہ ذرا ٹھہر جاؤ اور اگر تو نے غسل دیا تو خدا تجھے مہلت نہیں دے گا اسوقت میرا فرزند مدینہ سے آکر غسل وکفن کرے گا جبکہ نہ کوئی اسے دیکھے گا اور نہ ہی آگاہ ہوگا پھر میرے جنازہ کو ہارون کے مقبرہ میں لے جائیں گے اور مامون مجھے اس کی پچھلی طرف دفن کرنا چاہے گا اور جتنی بھی مٹی کھودیں گے وہ کھودی نہ جائیگی اس وقت تم ہارون سے کہنا کہ قبر کی اگلی طرف سے کھودو ! وہاں قبر تیار ملے گی پھر سر کی طرف سے سفید پانی نکلے گا وہ اوپر آئیگا اس میں چھوٹی مچھلیاں نظر آئیں گی پھر بڑی مچھلی ظاہر ہو گی اور چھوٹی مچھلیوں کو کھا جائے گی ۔ اور پھر پانی نیچے چلا

جائیگا اسکے بعد مجھے قبر میں رکھدیں اور قبر پر مٹی نہ ڈالیں بلکہ قبر خود بخود بھر جائے گی ۔
اسے ترجمہ " جو کچھ کہا گیا اسے انجام دو اور اس کے خلاف نہ ہونے پائے وگرنہ خداوند تعالٰی تم پر عذاب نازل کرے گا بالاخر مرو سے بغداد جاتے وقت شہر طوس میں مامون نے حضرت امامؑ کو زہر آلود انگوروں کے ساتھ مسموم کیا آپ گھر تشریف لائے اور اپنے دیرینہ صحابی اباصلت سے فرمایا گھر کے فرش جمع کردو ! اور کسی کو گھر میں داخل نہ ہونے دو کیونکہ میری زندگی کے آخری لمحات ہیں اور میں اپنے جد بزرگوار حضرت امام حسینؑ کیطرح خاک پر جان دینا چاہتا ہوں امامؑ کی شہادت سے قبل مامون آپ کے پاس حاضر ہوا، آپ نے آنکھیں کھولیں اور اس سے فرمایا میرے فرزند امام محمد تقیؑ کے ساتھ اچھا سلوک کرو ! کیونکہ ان کی اور تیری وفات کے درمیاں زیادہ فاصلہ نہیں ہے آپ کے جسد مبارک کو ھارون کے مقبرہ میں اس کی قبر کے سامنے سپرد خاک کر دیا گیا ۔
یہ مصیبت ماہ صفر ۲۰۳ھ ہجری کے آخر میں جبکہ آپ کی عمر مبارک ۵۵ سال تھی واقع ہوئی ۔

امامؑ کی شہادت کے بعد خراسان میں وسیع پیمانے پر مظاہرے شروع ہو گئے ، مامون روتے اور سر پیٹے ہوئے اپنے کو عزادار ظاہر کر رہا تھا لیکن اکثر لوگ جانتے تھے کہ وہ خود امام کا قاتل ہے مامون کے خلاف نعرے اور نفرت شروع ہو گئی چنانچہ ایک دن اور رات مامون نے امام کے جنازہ کو باہر نہ آنے دیا چونکہ اسے ڈر تھا کہ یہ مظاہرے وسعت پکڑ جائیں گے اور لوگ اس کے سارے نظام کو درہم برہم کر دیں گے اس لئے

اس نے کچھ آدمی لوگوں کے درمیان بھیجے تاکہ وہ امام علیہ السلام کی موت کو طبعی قرار دیں اور انہیں بتائیں کہ اس میں مأمون کا کوئی ہاتھ نہیں ہے ۔

لیکن وہ اپنے تمام منصوبوں کے باوجود اپنے آپ کو بے گناہ ثابت نہ کر سکا اور دن بدن لوگوں کی نظر میں مبغوض اور منفور ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ بہت بری حالت میں اس دنیا سے کوچ کر گیا ۔

● ● ●

امامؑ کے مختصر اقوال

(۱) جو شخص اپنی اور اپنے بچوں کی زندگی کے لئے تکالیف برداشت کرتے ہیں وہ اُس مجاہد کی طرح ہے جو راہ خدا میں جہاد کرتا ہے

(۲) جب بھی کسی کا نام لو احترام کے ساتھ لو

(۳) صاف ستھرے رہو کہ یہ انبیاءؑ کا شیوہ ہے

(۴) بدترین شخص وہ ہے جس کے وجود سے لوگ استفادہ نہ کریں

(۵) جو کسی مسلمان پر ظلم کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے

مشخصات امامؑ

نام	علیؑ
لقب	رضا
کنیت	ابوالحسن
والد کا نام	حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام
مدت امامت	۲۱ ر سال
عمر	۵۵ ر سال
شہادت	۲۰۳ھ ہجری میں مامون عباسی خلیفہ کے ہاتھوں زہر کے ذریعہ مسموم اور شہید ہوئے ۔
مدفن	ایران میں واقع شہر جو طوس کے نام سے مشہور ہے

●●●

مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجئے

(۱) امامؑ کی خصوصیات میں سے پانچ کا نام لیں ؟

(۲) حضرت امام علیہ السلام سے بحث کیلئے تشکیل دی جانے والی محفل سے مأمون کا کیا ہدف تھا؟

(۳) مأمون نے حضرت امام علیہ السلام کو خراسان کی دعوت کیوں دی ؟

(۴) امام علیہ السلام کی ولیعہدی سے مأمون کا ہدف کیا تھا ؟

(۵) امام کی شہادت کے اسباب وعوامل کیا تھے ؟

والسلام